ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

احسان شاہد بحیثیت شاعر

رداعنایت

ایم فل سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

ڈاکٹر رخسانہ بی بی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

Abstract:

"Literature is a fascinating medium, whether it is in the form of poetry or prose, it covers all aspects of life. The history of British Urdu literature is continuously travelling and the name of Ehsan Shahid is at forefront. Ehsan Shahid was born in Mian Channu, Pakistanin 1964 and moved to London in search of employment at a young age. The name of poet Ehsan Shahid, who lives in London, needs no introduced in the world of poetry and literature. Because they have been strengthening their grip on field of poetry for a long time. His creative activity tends to have deep and lasting effects. Ehsan Shahid has described ancient and modern in a very beautiful combination in poetry. He has described topics like love, distance from homeland, migration and separation, social inequalities, people's attitudes, political and social context, joys and sorrows of human life in his poetry. Ehsan is a unique personality of the present era. A beautiful addition to the history of Pakistani Urdu literature is that Ehsan Shahid."

Keywords: Distance from Homeland, People's Attitudes, Political and Social Context, Joys and Sorrows, Migration and Separation.

کلیدی الفاظ: وطن سے دوری، لوگوں کے رویے، سیاسی وسماجی تناظر، خوشیاں اور غم، ہجر وفراق۔

احسان شاہد یکم نومبر ۱۹۶۴ء کو میاں چنوں میں پیدا ہوئے۔ وہ پچھلے ۲۸ سال سے لندن میں مقیم ہیں اور بہت سر گرم عمل آدمی ہیں۔ انھوں نے پاکستان ویلفیئر ایسوسی ایشن میں بطور جنرل سیکرٹری بھی خدمات سرانجام دی ہیں۔

ان کا پولیس پارٹنر شپ کنسلٹنٹ گروپ کے ساتھ بھی الحاق ہے۔ پانچ سال تک شعبہ تعلیم میں بطور سکول گورنر بھی کام کر چکے ہیں۔ حلال فوڈ اتھارٹی ٹرسٹ بورڈ (انگلینڈ) کے کارکن بھی ہیں۔ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ کالم نگار اور سماجی کارکن بھی ہیں۔ ۲۰۰۹ء سے نوائے جنگ برطانیہ میں صفحہ کے ایڈیٹر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ بطور کالم نگار وہ معاشرے کے معاشرتی، سماجی اور دینی مسائل کے بارے میں لکھتے ہیں اور یہی خصوصیت ان کی شاعری میں بھی پائی جاتی ہے۔ غزلوں پر مبنی ان کی کتاب ''رہتا ہے میرے ساتھ'' ۲۰۱۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔

تصانیف

احسان شاہد نے مختلف تصانیف لکھی ہیں اور ہر تصنیف میں ان کی انفرادیت کا عنصر نمایاں ملتا ہے۔ تصانیف درج ذیل ہیں:

مشاہیر میاں چنوں یاد	یادِ ماضی	نثر یاداشات	۱۹۹۲ء
اجنبی بستی		شاعری	۱۹۹۳ء
بے تاج بادشاہ (مولانا محمد ابراہیم المعروباب جی)	عقیدت نامہ	نثر	۱۹۹۴ء
وہ شام		شاعری	۱۹۹۴ء
اجنبی لڑکی		شاعری	۱۹۹۵ء
درویش وزیر اعلیٰ	غلام حیدر وائین (مرحوم کے حیات زندگی کا سفر)	نثر	۲۰۰۳ء
رہتا ہے میرے ساتھ		شاعری	۲۰۱۵ء

شاعری ایک کائنات ہے اور شاعر اس کائنات کا خالق لیکن اس جہان میں بے سروپا غوطہ زن ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے لیے تخیل کی بلندی اور فکر کی گہرائی کے ساتھ فن کی پختگی بھی لازمی ہے جس کے لیے محنت و ریاضت پہلی شرط ہے۔ اگر شاعری کی حقیقی رمز کی شناسائی دیکھنی ہو تو احسان شاہد کا نام ذہن میں ضرور آتا ہے۔ ان کے ہاں شاعری وجدان سے ہوتی ہوئی حقیقت کے آئینے میں ڈھلتی ہوئی ملتی ہے۔ ان کے ہاں شاعری عرفان ذات کا نام نہیں اور نہ ہی مابعد الطبیعات چیزوں کے تذکرے سے مماثل ہے بلکہ وہ زندگی کی بنیادی اکائی اور چھوٹی چھوٹی حقیقتوں کو اپنے تخیل کے سانچے میں پکا کر اس طرح اظہار کرتے ہیں کہ قاری اس بحر میں اپنی خوابیدہ صورت کو تلاش کرتا ہوا ملتا ہے۔ ان کے تجربات محض فرضی نہیں بلکہ ان گنت مشاہدات کے غماز ہیں۔

احسان شاہد محبت کرنے والا اور دوستیاں نبھانے والا شخص و شاعر ہے۔ دیارِ غیر میں مقیم یہ شاعر اپنے وطن سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور اپنے وطن کے نام کو بلند یوں میں لے جانے کے لیے ہر وقت مختلف کاوشوں میں مصروف عمل ہے۔ ادبی خدمت کر کے وہ اُردو کی ترویج و اشاعت میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ادب کے ساتھ ساتھ خدمت خلق میں بھی اپنا الگ کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کے مداح بہت زیادہ ہیں اور کیوں نہ ہوں بھلا یہ ہر دل عزیز انسان صرف محبت کرنا ہی جانتا ہے کبھی کسی کے ساتھ برا رویہ اختیار نہیں کیا صرف پیار و محبت کو ہی بانٹا ہے اور دوسروں کی مدد کر کے ان پر احسان نہیں جتاتے بلکہ اپنا فرض سمجھ کر ان کے لیے آسانیاں بانٹتے ہیں۔

احسان شاہد کا نام الگ پہچان رکھتا ہے۔ ہر شعبہ ہائے زندگی میں ان کا کردار بے مثال ہے وہ بطور شاعر اس ادبی دنیا میں متعارف ہوئے مگر ان کا شمار ایک اچھے کالم نگاروں میں بھی ہوتا ہے۔ دونوں شعبوں میں کامیابیوں کی ایک طویل فہرست اپنے نام کی ایک زمانہ احسان شاہد کے علم و فن کا معترف ہے۔ شاعری سے پہلے وہ بچوں کے رسالے نونہال میں لکھتے رہے ہیں:

> ”احسان شاہد شاعر بھی ہے اس کی شاعری اس کی شخصیت کی طرح دردمندی کا مظہر ہے۔ اس کے ہر شعر میں درد کی ایک لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔“(۱)

احسان شاہد کا شمار ایسے قلم کاروں میں ہوتا ہے جن کی کامیابی کے پیچھے عمل پیہم اور جہد مسلسل کی ایک طویل داستان ہے۔ ان کی تصانیف میں موضوعات کا ایک جہاں آباد ہے۔ لفظوں کی تصویر کاری اور موضوعات کا چناؤ بہت ہی عمدگی سے کیا گیا ہے کہ جیسے شاعر پر نظمیں، غزلیں اور مضامین ایک ساتھ الہام ہوتے رہے۔ ہر شعر اظہار و بیان کی نئی تصویر نظر آتی ہے۔

یہ شخص تو انسانی اوصاف کا پیکر ہے ساری دنیا میں اس کی شاعری کو ماننے والے موجود ہیں۔ الفاظ کا استعمال نہایت خوبصورت انداز سے کرتے ہیں اور مشکل الفاظ کی بجائے آسان اور سادہ الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں۔ حقیقت پر آپ کا انحصار ہے آپ کی تحریروں میں پختہ پن نظر آتا ہے۔ سچائی اور ساختگی آپ کی انفرادیت ہے۔

ان کے کلام سوز میں گداز بھی ہے اور نغمگی بھی۔ وہ الفاظ کا چناؤ بہت سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔ ان کے کلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کا منظر نامہ تشکیل دیتا ہے۔ معاشرتی ناہمواریوں، غربت انسانیت پر ہونے والے ظلم کا جہاں احتجاج ملتا ہے وہی ہجر و فراق، درد و غم بے وفائی کا ذکر بھی ملتا ہے۔ روایتی انداز کو نئے رنگ سے روشناس کروایا ہے۔

> ”اگر شاعری میں درد نہ ہو تو وہ بے کار ہے احسان شاہد کو اللہ تعالیٰ نے درد کی دولت سے مالا مال کر رکھا ہے اس لیے اس کی شاعری میں تاثیر بھی ہے اور سوز بھی۔“(۲)

احسان شاہد کی شاعری نہایت سادہ اور دل میں اتر جانے والی ہے۔ تحرک اور فعالیت ان کی شخصیت کا خاصہ ہے۔ ان کی شاعری میں انفرادیت کا عنصر ملتا ہے۔ شاعری میں ان کی ذات کو باآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

ان کی شاعری ہر انسان کے دل میں اتر جاتی ہے۔ ان کی شاعری میں نغمگی اور روانی ہے۔ احسان شاہد کی شاعری محبت اور وفا کی شاعری ہے۔ پرانے مضمون کو بھی نئے ڈھنگ اور رنگ سے باندھا ہے۔

وہ اُردو کے دل دادہ ہیں۔ شاعری میں محبت ایک بنیادی موضوع رہا ہے۔ کیونکہ شاعر انسان دوست اور ایک محبت کا پرچار کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ انسانوں کو آپس میں باہم اتحاد و تعاون کی تعلیم دیتا ہے اور مل جل کر زندگی گزارنے کا درس بھی اس کا بنیادی موضوع ہوتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ان کی ذات میں صوفی انسان بھی ملتا ہے۔ جس طرح سے وہ مخلوق خدا سے محبت اور خوش دلی سے ملتے ہیں ایسی مثال بہت کم ملتی ہے۔ وہ ہمدرد انسان ہیں جو ہر وقت دوسروں کی مدد کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ دوسروں کے درد کو سمجھتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بہت خوش اسلوبی سے ادا کر رہے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے اسے ایک کشادہ اور دردمند دل دیا ہے وہ دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھتا ہے۔"(۳)

احسان شاہد کی شاعری میں جذبہ عشق میں جو صورت حال عیاں ہوتی ہے اس کو بہت ہی خوبصورت انداز سے کہنے کا ڈھب احسان شاہد کو آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور محمد مصطفیٰ ﷺ سے بے پناہ محبت کا اظہار کرتے ہیں اور سنتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اپنی کتاب "رہتا ہے میرے ساتھ" میں سب سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہیں کہ اس ذات باری تعالیٰ نے اتنا نوازا ہے کہ جس کا جتنا شکر کروں کم ہو گا۔ اتنے سادہ اور موثر الفاظ میں اپنے رب سے تعلق جوڑنا، اس کی رحمت بیان کرنا احسان شاہد کا خاصہ ہے۔

اللہ کا شکر گزار ہونا بھی درجہ کی بات ہے اور یہ بات احسان شاہد کی طبیعت میں بے شمار و بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ شکر گزاری کے تاثرات ان کی شاعری میں جگہ جگہ ملتے ہیں۔

یہ اتنے سادہ اور موثر الفاظ میں اپنے رب سے تعلق جوڑنا اور اس کی رحمت کا بیان احسان شاہد ہی کا خاصہ ہے۔ فنی اعتبار سے صنعت تضاد کا موزوں استعمال اس حمد کی معنویت کو اور بڑھا دیتا ہے۔ یقین اور ایمان کی پختگی کا عالم یہ ہے کہ اس کی رحمت کی طلب کے ساتھ ساتھ ہر حال میں اس کا شکر ادا کرنے کا احساس نمایاں ہے۔ روز محشر بخشش پر کامل ایمان اور اس کے کرم کی جستجو جذبہ ایمانی کی بہترین مظہر ہے۔

دن کو وہ آفتاب دیتا ہے   رات کو ہے ماہتاب دیتا ہے
سب کی بگڑی سنوارنے والا   کب کسی کو عذاب دیتا ہے
روز محشر حساب کیا لے گا   جو مجھے بے حساب دیتا ہے(۴)

نعت کا بنیادی مقصد روح کی تطہیر کرنا ہے۔ عشق کے بغیر نعت میں جذب و سرور کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی اور احسان شاہد کی نعت اس کیفیت کو بدرجہ اتم اپنے اندر سمیٹے ہے۔ ہر شعر سے یہ خواہش نمایاں ہے کہ انہیں قربتِ درِ رسول میسر ہو اور شمار غلامان رسول ﷺ میں کیا جائے۔ اس لیے عشق محمد ﷺ ہی ان کی عمر بھر کی کمائی اور سرمایہ حیات ٹھہرتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار اپنے اشعار میں کر رہے ہیں۔ "نعتِ رسولِ مقبول ﷺ" لکھی ہے۔ وہ سنت رسول ﷺ کی تعلیم پر زور دیتے ہیں کہ دنیا میں محبت کرنا سیکھو نفرت کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جو سبق حضرت محمد ﷺ نے دیا ہے اس کو اپنانے سے ہماری زندگی میں بہار اور روشنی آ جائے گی۔ نعت کا بنیادی مقصد روح کی تطہیر کرنا ہے۔ عشق کے بغیر نعت میں جذبہ و سرور کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی نعت ہے۔ احسان شاہد کی نعت اس کیفیت کو بدرجہ اتم اپنے سمیٹے ہے۔

طیبہ سے کبھی آنکھ ہٹائی ہی نہیں ہے
یوں پیاس کسی نے بجھائی ہی نہیں ہے
الفت سے گلے سب کو لگائیں گے جہاں میں
نفرت مرے آقا ﷺ سکھائی ہی نہیں ہے(۵)

ہر شعر سے یہ خواہش نمایاں ہے کہ انہیں قربت در در رسول ﷺ میسر ہو۔ عشق محمد ﷺ ہی ان کی عمر بھر کی کمائی اور سرمایہ حیات ٹھہرتا ہے۔ آقا ﷺ کی محبت و مدحت بھی ان کی طبیعت کا حصہ ہے۔

”رہتا ہے میرے ساتھ“ میں حمد اور نعت مقبول صلی ﷺ کو خوبصورت انداز سے بیان کرنے کے بعد شان بلال رضی اللہ عنہ اور سلام بحضور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر نہایت خوبصورت انداز سے اشعار کو اپنے قلم سے بیان کیا ہے۔

اپنی غزلیات میں احسان شاہد نے ماں کا استعارہ بھی بڑی خوبی سے برتا ہے اور اس میں محبت ہے عقیدت ہے اور سب سے بڑھ کر تخلیقی توانائی بھی ہے۔

ہر سو ہے کڑی دھوپ گھٹا ساتھ ہے میرے
کچھ اور نہیں ماں کی دعا ساتھ ہے میرے (۶)

ماں سے محبت کی اور دوسرے رشتوں کی محبت کی ترغیب احسان شاہد کے زیادہ ملتی ہے۔ان کی شاعری میں محبت سے اعتبار کا اٹھ جانا بھی ایک طرح کا المیہ ہے۔جب ماں بیٹے سے خفا ہو تو اس کا مطلب محبت اپنی اصل سے الگ ہو گئی کیونکہ ایک ماں اپنی اولاد سے اس دنیا میں سے زیادہ افلت و معانست رکھتی ہے لیکن اگر ماں بیٹے سے خفا ہو جائے تو اس کی وجوہ کیا ہو گی ان کے اشعار میں یہ چیز اس طرح ہے۔

محبت کی مجھے معصومیت پر اور پیار آیا
کہ جب ماؤں کو بیٹوں سے خفا ہوتے دیکھا (۷)

جذبہ عشق میں جو صورت حال اور احوال منعکس ہوتی ہے اس کو بہت ہی ڈھنگ سے باندھا ہے جو اس کی خلاقیت کا واضح نشان بھی ہے۔اس میں ذاتی تجربات کا جو عکس ہے وہ احسان شاہد کے کمال فن کا مظہر ہے اور سوچ و فکر کا آئینہ خانہ بھی جس میں ہر کوئی اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

ان کے تجربات میں سے ایک تجربہ محبت کا ہے۔شاعری میں محبت ایک بنیادی موضوع رہا ہے۔پرانے مضمون کو وہ ایک نئے انداز اور رنگ سے بیان کر دیتے ہیں۔محبوب کے رویوں کے خلاف بھی اپنے اشعار لکھتے ہیں۔احتجاج ملتا ہے۔ہجر کی کیفیت غزل پر محیط ہے۔گلہ کیا ہے اور بہت ہی خوبصورت انداز بیان سے کیا ہے۔احسان شاہد کی طبیعت کا رومانوی ہونا بڑا لطف انگیز ہے۔

احسان شاہد نے شاعری کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ان کی شعری مہارت زبان و بیان پر دسترس فنی و فکری حوالے سے نئے شعری تجربات،الفاظ کا چناؤ اور ڈکشن منفرد نوعیت کی شعری فضا پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری میں جو بنیادی جذبہ کارفرما ہے۔وہ متقاضی ہے کہ انسان اور انسانیت سے لگاؤ پیدا ہو سکے۔یہی وجہ ہے کہ معاشرتی اقدار کی پامالی انہیں رنجیدہ و فردہ کر دیتی ہے اور بگڑتی سماجی قدریں اور زمانے کی روش پر انکا دل کڑھتا ہے۔

پھول دینا بھی تو اچھا نہیں سمجھا جاتا
لوگ تہوار محبت کا منائیں کیسے (۸)

ہجر کی کیفیت احسان شاہد کی غزل پر محیط ہے۔وطن سے دوری ہجر کی فصل کی آبیاری کرتی ہے اور احساس تنہائی جو دن کی مصروفیات میں ذہن کے کسی سٹور میں فالتو سامان کی طرح پڑا رہتا ہے رات ہوتے ہی اپنے پورے جوبن اور قوت کے ساتھ یادوں کی ایسی یلغار کرتا ہے کہ اس سے فرار ممکن نہیں رہتا۔

چاند تاروں کو کوئی کام نہیں ہے شاید
بس مری نیند اڑانے کے لیے آتے ہیں (۹)

احسان شاہد کی شاعری میں ماضی حال اور مستقبل سب کا ذکر ملتا ہے۔یہ زمانہ حال کی عکاسی واضح ہوتی ہے۔اس میں شاعر کی شخصیت اور زندگی کے عکس جھلکتے نظر آئے ہیں۔احسان شاہد کی شاعری میں سادگی،شگفتہ اور آسان زبان کے پہلو نمایاں نظر آئے ہیں۔احسان شاہد کو اس کی شاعری میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔

"اس کی شاعری اس کے مہ و سال گوشوارہ ہے۔ اس کی آپ بیتی ہے۔"(۱۰)

شاعری اس کی واحد خوبی نہیں ہے بلکہ قدرت کی طرف سے اس کو ودیعت کی گئی بہت سی خوبیوں میں سے ایک ہے۔ احسان شاہد کا اسلوب بھی نرالا ہے۔ لطافت و ندرت خیالی ان کے شعروں کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ احسان شاہد کی غزلیات کا مطالعہ کرنے سے ان کے فن پر گرفت کو ظاہر کرتا ہے۔

وہاں ان کے مشاہدے اور تجربے کی وسعتوں کو بھی عیاں کرتا ہے جو معمولات زندگی سے تجربے حاصل ہوئے وہ اشعار سے واضح ہو جاتے ہیں۔ احسان شاہد نے تمام موضوعات، تجربات، احساسات اور واقعات کو عصری شعور و آگہی کے ساتھ بہت پختگی سے الفاظ کو برتا ہے۔ ہر طرح کے اظہارات بھی ان کی غزلوں میں ملتے ہیں۔ کہیں خود اعتمادی کا جوہر نظر آتا ہے اور جرات اظہار کا قرینہ بھی نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری میں رومانیت کے ساتھ ساتھ مظلوم طبقے کا احتجاج بھی بھرپور طور پر موجود ہے)

احسان شاہد کی شاعری قدیم و جدید موضوعات کا بہترین امتزاج ہے۔ احسان شاہد کے لفظوں میں محبت کی لہریں اور شفقتوں کی اجلی روشنی ملتی ہے۔ ان کی شعری مہارت زبان و بیان پر دسترس بہت کمال کی ہے۔ مشکل کو آسان انداز سے بیان کرنا احسان شاہد کی شاعری کا خاصہ ہے۔ ان کا اسلوب بیان ہر صنف سخن میں ان کے لہجے کی انفرادیت کو واضح کرتا ہے۔

احسان شاہد کی شاعری کہیں "ازم" کی نمائندگی نہیں کرتی ان کی شاعری کا محور "انسان" ہے۔ انسان کی مسرتیں، الم، سوچ، فکر، خواب، آرزوئیں، امیدیں ان کی شاعری کی بنیاد ہیں۔

مقبول وہی شاعری ہوتی ہے جو ان تمام تر اوصاف کی حامل ہو۔ احسان شاہد کی شخصیت اور اس کا فن ایک دوسرے کا آئینہ ہے۔ احسان شاہد شاعری میں برجستگی، مضمون آفرینی، سہل گوئی سنجیدگی اور مناسب الفاظ کے چناؤ میں مہارت رکھتے ہیں۔ اور اسی لیے وہ بڑے کمال سے اس فن کے ساتھ کھیلتا ہے۔ جو اس کے سننے اور پڑھنے والوں کے دلوں میں اتر جاتا ہے۔

احسان شاہد اپنی بات کو زیادہ تر چھوٹی بحروں میں ترتیب دیتے ہیں اور بڑی سے بڑی بات کو چند الفاظ میں مکمل کر کے ایک خوب تاثر پیش کرتے ہیں ان کی شاعری میں اثر پذیری کے ساتھ بات سے بات کا پہلو نکلنے کا رنگ بہت نمایاں ہے۔

فلسفیانہ، سیاسی، معاشرتی مسائل کے ادراک کے ساتھ احسان شاہد کی شاعری قدیم و جدید موضوعات کا بہترین امتزاج ہے اور ان کی شاعری کے موضوعات علمی مباحث کی صورت قاری کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

کیوں ہوا کو ہم اتنی زحمت دیں
دیپ خود ہی بجھا لیا جائے(۱۱)

کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی۔ وہ علم کا نہیں، عمل کا قائل ہے۔ وہ اپنے علم کو عمل کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ان کی شاعری میں بھی یہی پہلو نمایاں ہے۔ ان کی شاعری میں گل و بلبل کے قصے ہی نہ عاشق اور معشوق کے معاملات بلکہ زندگی کی ساری وسعتیں دکھائی دیتی ہیں۔ زندگی کا گہرا مشاہدہ اور چہروں کا مطالعہ اس کا شوق ہے۔ اور اس کی غزل اسی شوق کا بہترین نتیجہ ہے۔ اس کی زندگی کی طرح اس کی شاعری بھی کار بے کار نہیں۔ اس کی زندگی کی طرح اس کی شاعری کا بھی ایک مقصد ہے۔ یہی معراج فن ہے جس نے احسان شاہد کو دوسرے شاعروں میں نمایاں اور منفرد کر دیا ہے۔

احسان شاہد دردِ دل رکھنے والے شاعر ہیں۔ اُن کی شاعری معاشرتی ناہمواری، غربت، انسانیت پر ہونے والے ظلم، عورتوں اور بچوں پر ہونے والے تشدد کا احتجاج ہے جہاں وہ اپنا یہ احتجاج اپنی غزل کے ذریعے ریکارڈ کرواتے ہیں وہاں کلاسیکی روایتی شاعری کی امین بن کر ہجر و فراق، درد و غم، محبوب کی بے وفائی کا ذکر بھی بہت خوب صورت اشعار میں کرتے ہیں۔ اُن کی شاعری اُن کے اور ہمارے عہد کے قاری کے جذبات کی بھرپور ترجمان ہے۔

مروجہ روایتوں سے انحراف اور نفرتوں کی سرزمین پر گلاب رت لانے کا خواب احسان شاہد کی شاعری کا بنیادی موضوع ہے۔ سیاسی منظر نامے میں ہوتی تبدیلی اور عوام میں سیاسی شعور بیدار کرنے کا جذبہ بھی انہیں شعر گوئی پر اکساتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

خلقت شہر نے سب چالیں سمجھ لیں اس کی
حاکم شہر کی عزت نہیں ہونے والی والی(۱۲)

ان کی شاعری میں ایک انفرادیت ہے جو کہ ہمیں کہیں اور خال خال نظر آتی ہے جو اتار چڑھاؤ ہے۔اس میں بھی ایک جدت پسندی ہے اور ان کے جو شعر ہیں وہ سینہ بسینہ آگے منتقل Travel کر رہے ہیں تو ان کی جو شاعری ہے اس میں Multiphases ہیں Multishades ہیں۔کچھ وطن کے حوالے سے ہیں اور کچھ وطن سے دور ہونے کے ہیں تو اس میں جو Shades آئے ہیں نہ وہ بڑے خوبصورت اور دلفریب ہیں شاید ان کا ہجرت کرنا اس وجہ سے یہ ایک خاص وجہ ہو سکتی ہے ان کے کلام میں خوبصورتی کا آنا۔ان کی شاعری میں جو انفرادیت ہے ایک وطن سے دوری کا جو کرب ہے، دکھ ہے۔وہ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

ان کے یہ محبوب رویے وقتاً فوقتاً جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔دوستوں کی غلطیوں کو نظر انداز کرنا کوئی ان سے ہے۔احباب کی دعاؤں کے حصار ہر لمحہ ان کے ساتھ ہیں جس کا ذکر وہ اپنے شعروں میں جابجا کرتے ہیں۔ان کا اسلوب بیان بہت نرالا اور منفرد ہے۔لطافت وندرت خیالی ان کے شعروں کو چار چاند لگا دیتی ہے۔

احسان شاہد کا شعری اسلوب ہماری کلاسکل شعری روایت کا ہی تسلسل ہے۔ان کی زبان بہت صاف اور نفسِ مضمون بہت واضح ہے۔ان کی تشبیہیں اور استعارے جمالیات کا حسن ہیں۔یہ اپنے قاری کو علامت کے گمراہ کن الجھاؤ میں نہیں ڈالتے بلکہ بات صاف اور واضح کرنے کے قائل ہیں۔محبت اور انسان دوستی اس کا نظریہ فن ہے۔

بظاہر مسکراتا ہوا چہرہ اور ساتھ ہی ارد گرد کی ماحول کی پریشانیوں کو دل میں جگہ دیئے ہوئے احسان شاہد کا بس چلے تو اپنے احباب کے سارے غموں کا مداوہ یکسر کر دے۔معاشرے کے غمگیں چہروں سے آنسو پونچھنا ان کی زندگی کا مقصد رہا ہے۔

ان آنکھوں میں جس روز بھی آجاتے ہیں آنسو
شعلوں کی طرح دل کو جلا جاتے ہیں آنسو
اشکوں کا نکلنا نہیں مشروط غموں سے
دل خوش بھی ہو شاہد تو یہ آجاتے ہیں آنسو(۱۳)

احسان شاہد کے اندر پائی جانے والی بے قراری اور لوگوں کو ساتھ جینے اور مرنے کا احساس لوگوں کی بے اعتنائی اور سرد رویوں کے باوجود ان کی خدمت کا جذبہ کمزور نہیں پاتا۔

وہ اپنے اندر کی شکست وریخت کو ظاہر نہیں کرتے ان کی شاعری میں خود کلامی کی لذت جابجا ملتی ہے۔

یادوں کے چراغ کو روشن رکھنا اور ان کی روشنی سے لطافت کشید کر کے شعر کہنا انہی کو آتا ہے۔

رہتا ہے تیری یاد سے روشن میرا کمرہ سے
میں نے تو کوئی شمع جلائی نہیں ہوتی(۱۴)

وہ دنیا کے ماحول کو صاف رکھنے اور اس کی آلودگی پر احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔ماحولیاتی آلودگی ان کی طبیعت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

کاٹ ڈالے جائیں گے یا ختم ہوں آگ سے
کون اٹھے گا کبھی جنگل بچانے کے لیے
لاش بے گورو کفن شاہد پڑی ہے چوک میں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

شہر کے سب گدھ اٹھے لاش کھانے کے لیے (۱۵)

اس کی شاعری کازیادہ تر شعری بیانیہ حسن وعشق سے وابستہ انسانی نفسیات کی گرہیں کھولتا ہے۔انسانی تعلقات کے حوالے سے روز مرہ زندگی میں پیش آنے والی صورتحال کو بیان کرتا ہے۔اسی بیانیے میں وہ بہت سلیقے سے سیاسی وسماجی منظر نامے کو بھی اپنی گرفت میں لیتا ہے ۔

احسان شاہد کا اسلوب بیان ہر صنف سخن میں ان کے لہجے کی عکاسی کرتا ہے۔ان کے ہاں واردات شعر گوئی مزید ترتیب کا سامان بہم عطا کرتی ہے اور یکے بعد دیگرے الفاظ کے نگینے قطار در قطار اشعار کا گلدستہ ترتیب دیتے ہیں۔

دیارِ غیر میں اردو زبان وبیان، شعر و سخن، ادبی محافل اور انسان دوستی کے حوالے سے جتنا کام اکیلے احسان شاہد نے کیا ہے وہ بذاتِ خود اپنی مثال آپ ہے۔

احسان شاہد عروض، الفاظ، ان کے تلفظ اور محل استعمال کا خاص خیال رکھتے ہیں۔اس ضمن میں شاہد ہی کوئی ان کے کلام میں کوتاہی نظر آتی ہو۔اب وہ زود گو بھی ہیں۔اور دیگر اصناف سخن سے زیادہ غزل ان کی پہچان ہے۔

غزل کے بارے میں یہی رائے صائب نظر آتی ہے کہ غزل گوئی آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔احسان شاہد کی یہ خوبی بھی ہے کہ انہوں نے عشق سخن اور ریاضت فن کی بدولت مشکل کو آسان بنا دیتی ہے۔

حوالہ جات

1. جنگ، روزمانہ، لاہور، ۱۵ دسمبر ۲۰۲۱ء، شمارہ ۲۳، جلد ۴۳
2. ایضاً
3. ایضاً
4. احسان شاہد، رہتا ہے میرے ساتھ، لاہور: نستعلیق مطبوعات، ۲۰۱۵ء، ص ۱۳
5. ایضاً، ص ۱۷
6. ایضاً، ص ۲۷
7. ایضاً، ص ۲۹
8. ایضاً، ص ۶۳
9. ایضاً، ص ۴۹
10. جنگ، روزنامہ، لندن، ۱۳ ستمبر ۲۰۰۳ء
11. احسان شاہد، رہتا ہے میرے ساتھ، لاہور: نستعلیق مطبوعات، ۲۰۱۵ء، ص
12. ایضاً، ص ۳۹
13. ایضاً، ص ۹۲
14. ایضاً، ص ۲۹
15. ایضاً، ص ۶۵